از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

العِلم وَ العُلماء

علم و عمل اور علماء کی ذمہ داریاں

دارالعلوم کے تعلیمی سال کے آغاز اور اختتام میں ختم بخاری شریف کے مواقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ طلبا اور علماء سے فضیلت علم اور حصول علم کی راہ کی نزاکتوں اور اہل علم کی ذمہ داریوں پر بصیرت افروز خطاب فرمایا کرتے تھے ایسے کئی مواعظ و خطبات اور مجالس درس کے علمی اور تعلیمی مباحث جو غیر مطبوعہ ہیں۔ قارئین الحق کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ پیشِ نظر خطاب میں بخاری شریف کے اختتام پر فارغ ہونے والے طلبا کو خطاب کیا گیا ہے۔

نئی زندگی اور نئی ذمہ داریاں خوشی اور مسرت کا موقع ہے کہ آپ بخاری شریف اور دورۂ حدیث کے پڑھنے سے فارغ ہوئے آج بظاہر آپ علوم دینیہ کی تعلیم سے فارغ ہو چکے مگر درحقیقت آپ کی تعلیمی زندگی اور ذمہ داریوں کا آغاز آج ہی سے ہوتا ہے اب آئندہ آپ لوگوں کو درس و تدریس مطالعہ و تحقیق کا سلسلہ باالالتزام باقاعدہ اور محنت سے جاری رکھنا ہوگا۔ اس کے لیے محنت اور مشقت حوصلہ اور استقلال سے کام لینا ہوگا۔ حضرت امام بخاریؒ نے باوجود اتنے تبحر علمی، ذہانت و فطانت عظمت و مہارت کے بخاری شریف سولہ سال کے عرصہ میں تصنیف فرمائی۔ آپ نے جو علم حاصل کیا اب اس پر عمل کرنا اور کرانا ضروری ہے۔ آج کے بعد قوم کی رہنمائی و ہدایت جیسا عظیم کام تمہارے ذمہ سپرد ہو چکا ہے۔ اب آپ کا اصل کام ہے اسے اوروں تک پہنچانا جس کے لئے یہ ساری کوشش کی جاتی ہے۔ دین کی نشر و اشاعت کے لئے آپ کو گوناگوں تکالیف برداشت کرنے پڑیں گے۔ الحاد و دہریت کے اس طوفانی دور میں تمہاری ذمہ داریاں بہت نازک ہیں۔ اور تمہیں تمام مصائب پر صبر کرنا ہو گا۔ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ واصبر علیٰ ما اصابک (الآیۃ) کہ بڑے بڑے مصائب اور تکالیف برداشت کرنے ہوں گے۔ دعوت و تبلیغ کے میدان میں ہمت مردانہ اور بڑی قربانی کی ضرورت ہو گی۔

ادائے امانت اس علم کو امانت خداوندی سمجھ کر دوسروں تک پہنچائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رُبَّ مبلَّغٍ اوعیٰ من سامع بسا اوقات جس حدیث کو پہنچایا گیا وہ اپنسبت سننے والے کے اس سے زیادہ فائدہ لے گا۔

زیادہ حدیث کا حفظ وفہم رکھنے والا ہوگا۔ اگر صحابہؓ دوسروں کو نہ پہنچاتے تو آج حدیث کا یہ ذخیرہ کہاں موجود ہوتا۔ اور احادیث سے ہزارہا مسائل کا استنباط کس طرح ہوتا۔ چنانچہ مبلغین حدیث میں تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام وغیرہ نے احادیث سے کتنے باریک مسائل مواعظ وحکم کا استنباط کیا جن کو صحابہ سامعین کی رسائی نہ ہوئی تھی۔

پہلے پریس اور طباعت کا انتظام نہ تھا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام احادیث کے لکھے ہوئے ٹکڑوں کو دل وجان اور مال وعزت سے زیادہ عزیز سمجھتے اور اپنے مکتوبات اور احادیث کے ذخیروں کو انمول خزانوں کی طرح اس کی حفاظت کرتے۔ سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتے۔ جب تک اس امانت کو اوروں تک نہ پہنچا دیتے تب تک پریشان رہتے۔ اپنے اخص ترین خدام پر اس بارہ میں اعتماد نہ کرتے کہ کہیں ان احادیث میں کوئی تغیر وتبدل اور ترمیم نہ کردے۔ اب آپ لوگوں کے ذمہ اس کا پہنچانا ہے۔ آج سے آپ اس امانت کے بارہ میں یہ عہد کرلیں کہ جو بھی ہو اس امانت کو پہنچاکے رہیں گے تکلیف اور بے عزتی ہونے کے خوف سے قرآن وسنّت کی اشاعت کو نہیں چھوڑیں گے۔ چاہے گاؤں میں یا شہر میں، سکول میں یا کالج میں، بڑا مجمع ہو یا دو چار آدمی۔ ہمیں تو دین کی باتیں سنانی چاہئیں۔ لوگوں سے مال وعزت کی طمع نہ کیجئے۔ رزق کے متعلق فکر نہ کیجئے۔ دین کے متعلق فکر کرنا بہت ضروری ہے۔

اگر ہم تمام عمر زندگی کا ایک ایک لمحہ اس دین کی اشاعت میں لگا دیں تب بھی خداوند کریم کے اس عظیم احسان کا شکر ادا نہ کرسکیں گے جو اس نے ہم پر علم دین اور حدیث نبوی کے تعلیم وتعلّم کی صورت میں فرمایا۔ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا پھر ہم پر دین کی نعمت کی۔ پھر علم کی توفیق دی۔ جس کا درجہ بہ نسبت عمل کے اونچا ہے پھر علوم کے مختلف انواع و اقسام ہیں۔ بعض دینی علوم ہیں اور بعض دنیاوی۔

علماء محدثین کو بشارت سب سے افضل ترین علم قرآن وحدیث کا علم ہے علم حدیث جو قرآن کی شرح ہے اس کے بارہ میں اور محدثین کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

نضر اللہ امرءًا (فی الدنیا والاخرة والحیاة والقبور بعد الممات) سمع مقالتی نوعاها وحفظها ثم اداها کما سمعها اوکما قال علیہ السلام)

کہ جس نے میرا ایک حدیث اور قول سنا اور اس کو یاد رکھا۔ اس کی حفاظت کی۔ اور پھر اس کو اوروں تک پہنچایا۔ خداوند تعالیٰ اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے دنیا وآخرت میں زندگی اور موت ہر حالت میں۔

اس کی زندگی اچھی رہے گی اور اس کا دل تروتازہ اور سرشار ہوگا۔ اور یہ ذاتی تجربہ ہے۔ محدثین اور حاملین حدیث کی زندگی اطمینان اور سکون میں ڈوبی ہوئی زندگی ہوتی ہے۔ اہل اللہ اور علماء نے حلفیہ لکھا ہے کہ حدیث کے طالب علم کے چہرے سے شعاع نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اس گئے گذرے دور میں بھی ایک بڑے حاکم، فلسفی، انجینئر کی اتنی قدر ومنزلت نہیں کی جاتی جتنی کہ ایک محدث اور طالب حدیث وخادم حدیث کی ہوتی ہے۔

احادیث دل کی روشنی اور جلاء | یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اور احادیث کی برکتیں ہیں۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے سننے کی توفیق دی جو اتنا بڑا افضل اور احسان ہے کہ اگر ساری زندگی اس کے بدلہ سجدہ ریزی میں بسر ہو تب بھی اس کا شکریہ ادا نہ ہو سکے گا۔

ہمیں اپنے دلوں کو روشن رکھنے کے لئے بھی ان احادیث سے رابطہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے اندر نقائص اور عیوب موجود ہیں۔ ہمارے جسم میں بداخلاقیوں اور برائیوں کے جراثیم دوڑتے رہتے ہیں۔ اور جب کمرہ میں روشنی نہ ہو تو کیڑے مکوڑے رینگتے رہتے ہیں۔ اور جب روشنی ہو جائے تو حشرات الارض نہیں نکلتے۔ تو جسم اور نفس کے بچاؤ کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم ان مہلک بیماریوں سے نجات حاصل کر لیں۔ ہم اپنے عیوب چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور مرض کو بدن سے نکالنے کی تدابیر نہیں کرتے۔ اور اگر ایک ایک مہلک چیز تو منہ نکالنا بھی چاہیں تو اس سے علاج نہیں ہو سکتا یہ ایک نہیں کہ ختم ہو جائیں۔ اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ ہم اپنے دل کے کمرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کے چراغ سے روشن کر دیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم ان کی حدیث سے ربط و تعلق قائم رکھیں اس کی صحیح اشاعت کرتے رہیں ہم نے جو امانت حاصل کیا ہے اس کی قدر کریں اور جو امور اس امانت کے تقاضوں کے خلاف ہوں اس سے اجتناب کرتے رہیں حضرت امام شافعیؒ نے اپنے شیخ امام وکیعؒ سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے ترک معاصی اور اجتناب منکرات کی تاکید کی ؎

شکوت الی وکیعؒ سوء حفظی فاوصانی الی ترک المعاصی

اپنے آپ کو کبھی عالم نہ سمجھیں اور نہ حصول علم میں عار و شرم محسوس کریں۔ امام مالکؒ سے ۴۸ مسائل کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے چھتیس کے بارہ میں لا ادری (میں نہیں جانتا) کہہ کر معذرت ظاہر کر دی۔ طلب علم کی منتہیٰ ایک عالم نے یہ بیان کی ہے:

ما دامت الحیاۃ تحسن بہ — یعنی جب تک زندگی رہے

فضلاء دنیوی مشاغل کے پیچھے نہ لگیں | پہلے اساتذہ خود طلبہ کے پیچھے پڑھانے پھرتے علم کی پڑھنے پڑھانے کا ولولہ ہوتا اب ہمارے قابل ترین فضلاء فارغ ہو کر رزق اور معاشی فراخی کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ٹیوشنوں کی تلاش ہوتی ہے اور جب جلد طلبہ نہ ملیں تو مولوی فاضل وغیرہ کی ڈگریاں لے کر ملازمتوں میں لگ جاتے ہیں۔ تعلیم و تعلم کی تمام قابلیت ضائع ہو جاتی ہے پڑھانے کے لئے عزت مانگتے ہیں مشقت اٹھا نہیں سکتے۔ پہاڑی علاقوں کے علماء مشقتیں اٹھا اٹھا کر بڑے زیرک۔ ذہین۔ متبحر عالم و مدرس بن جاتے ہیں اور ہمارے ہاں قریبی اضلاع کے لوگ اپنی قابلیت ضائع کر دیتے ہیں۔

علم کی پختگی تدریس سے | دیوبند میں ہمارے ایک مشفق مرحوم استاذ بڑے بزرگ تھے۔ اپنے لڑکے کو ہر کتاب تین تین سال پڑھاتے۔ میزان الصرف سے لے کر آخر تک۔ جب ہدایہ تین دفعہ پڑھی۔ اگلے سال پھر کسی نے خواہش ظاہر کی کہ اب اسے

کتاب تبدیل کروا دو۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ ابھی اس نے پوری نہیں سیکھی ہے وفات کے وقت مجھے وصیت فرمائی کہ اس کا خیال رکھو اور اسی طریقہ سے انہیں چلاتے رکھو۔ اب تو فارغ ہو کر دوسرے سال بخاری شریف اور صدرا شمس بازغہ سے کم پڑھانے پر راضی نہیں ہوتے۔ حالانکہ علم کی بنیاد خلاصہ میزان سے پختہ ہوتی ہے یہی نسخہ ہے کہ آج کل میزان وصرف میر کے پایہ کا کوئی کتاب بھی نہیں لکھا جا سکتا۔

ہندوستانی علماء میں بھی پڑھانے اور محنت کا بڑا اہتمام ہوتا ہے بلکہ اکثر پڑھنے کے ساتھ ساتھ اوروں کو بھی پہنچاتے ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ میں مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتا تھا اور گھر جا کر والدہ صاحبہ اور جدہ محترمہ یعنی حضرت نانوتوی قدس سرہ کی اہلیہ کو سنایا کرتا۔ ہمارے اساتذہ میں سے جناب صاحب چکیسر تھے۔ ہم موضع امازو گڑھی (ضلع مردان) میں ان سے مُلا حسن پڑھتے تھے ہمارے استاذ بھی اس جگہ مسافر تھے اور بڑے تکالیف برداشت کرتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ ان سے اس بارہ میں پوچھا انہوں نے فرمایا کہ سردی کے موسم میں ہمارے ہاں پہاڑی علاقوں میں طلبہ ٹھہرتے نہیں اس لئے اساتذہ خود طلبہ کو پڑھانے کے لئے سفر اختیار کر کے یہ مشقتیں اٹھاتے ہیں اور علم کی قدر تب ہے کہ پڑھانے میں مہارت ہو جائے۔

علم کے لئے سفر ہمارے اسلاف نے فراغت کے بعد بھی ایک ایک مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی۔ جزئی جزئی مسئلہ کے لئے سفر اختیار کئے۔ یہی احادیث جو آپ نے پڑھے صحابہ کرام نے ایک ایک حدیث کے لئے دور دراز سفر کئے۔ حضرت جابرؓ ایک اولوالعزم صحابی اور حضرت انسؓ کے پایہ کے بزرگ ہیں آٹھ سال تک حضورؐ کے خدمت میں حاضر باش خادم رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ سُنی ہوں گی اور سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا ہوگا۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضورؐ کا ایک حدیث حضرت جابرؓ نے کسی سے سنا کہ قیامت کے دن زمین بالکل ایک ہی سطح اور ہموار ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اعلان فرماویں گے کہ ایک دوسرے سے اپنے حقوق اور مظالم کا عوض لے لے۔ الحدیث الی آخرہ۔ حضرت جابرؓ کو معلوم ہوا کہ دمشق (شام) میں حضرت عبداللہ بن انیس علامات قیامت کے ذیل میں یہ حدیث سناتے ہیں۔ اس کبر سنی اور ضعف میں اونٹنی لی اور دمشق روانہ ہوئے اور اتنا طویل سفر اختیار کیا صرف علم اور ایک ہی حدیث کے لئے پھر اونٹنی کا تکلیف وہ سفر راستہ کی خرابی کی وجہ۔ جب کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے بسوں میں ہمارا دل گھبرا جاتا اور سوچتے کہ وہ بھی مسلمان تھے جنہوں نے اسلام کی خاطر یہ دشوار گذار راستے اونٹنیوں پہ طے کئے۔ حضرت جابرؓ جیسے اولوالعزم صحابی اور اتنا لمبا سفر صرف اس لئے کہ ایک حدیث بالمشافہ سُن لیں اور یہ شغف اور شوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل مصاحبت اور استفادہ کے باوجود حالانکہ عبداللہ بن انیس کا درجہ آپ سے بہت کم ہے۔

ہر بڑے چھوٹے سے تحصیل علم حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے بارہ میں فرماتے کہ:۔

ان لہٗ لساناً و بلغۃً ۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ کس طرح اتنے بڑے عالم بنے فرمایا کہ میں نے ہر شخص سے پڑھنے اور سیکھنے کی کوشش کی بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہیں کیا خواہ بلال حبشی ہوں یا صدیق و فاروق یا صہیب رومی ۔ عالم دون عالم کو نہیں دیکھا بس علم کے حصول کی کوشش کرتا رہا حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے تین مسائل اور وہ بھی تکوینیات کے سیکھنے کے لئے بر و بحر کا سفر اختیار کیا ۔ علم غیر ضروری کے لئے اتنی مشقت اٹھائی ۔ ہمارے اکابر میں ایسے حضرات گذرے ہیں جن کے لاکھوں کی تعداد میں مریدین و معتقدین موجود تھے مگر علم کے بارہ میں کسی تکلف سے کام نہ لیا اور بلا جھجک اپنے علم کے بڑھانے میں لگے رہے ۔

علم کی بھوک | دیوبند کے مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب مرحوم کو آیۃ کریمہ

وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ۔ اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی ۔ اور اس حدیث کے مضمون میں تعارض محسوس ہوا جس میں فرمایا گیا ہے کہ اموات کو اولاد صالح کے اعمال صالحہ اور خیرات و صدقات کا فیض پہنچتا رہتا ہے چارپائی میں لیٹے لیٹے اس مسئلہ کے بارہ میں پریشانی محسوس کی ۔ اور خیال ہوا کہ اگر اس رات موت واقع ہوئی تو ایک آیت کریمہ کے بارہ میں شبہ محسوس کرتے ہوئے مرجاؤں گا ۔ راتوں رات گنگوہ کے دور دراز سفر کا عزم کیا ۔ رات بھر پیادہ چلتے رہے دشوار گذار اور خطرناک جنگل طے کئے ۔ صبح سویرے گنگوہ پہنچے حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے ۔ مولانا نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی ۔ حاضر ہوئے ۔ حضرت کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ عزیز الرحمان ہیں اور اس مقصد سے حاضر ہوئے ہیں ۔ کہ اس اشکال کو رفع فرمایا جائے ۔ حضرت گنگوہیؒ عظیم شخصیت تھے اللہ تعالیٰ نے تبحر اور تفقہ کی دولت عطا فرمائی تھی ۔ مختصر جواب دے کر اشکال رفع فرمایا کہ آیت میں سعی سے مراد سعی ایمانی ہے ۔ پھر اشکال نہیں رہا اور اسی وقت دیوبند روانہ ہوئے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے :-

منہومان لا یشبعان طالب الدین و طالب الدنیا

علم و دین کا طالب العلم کبھی علم اور دین سے سیر نہیں ہوتا ۔ ہمیشہ اسے طلب اور بھوک رہتی ہے ۔

دیوبند میں ہمارے ایک ذکی عالم و فاضل استاد تھے تدریس کے دوران اگر طالب العلم کا شبہ زائل نہ ہوتا اور خود ان کو اطمینان نہ ہوتا تو اٹھ کر حضرت شاہ صاحب مرحوم یا کسی دوسرے بلند پایہ مدرس کی خدمت میں جا کر ان سے پوچھ لیتے اور واپس ہو کر طلبہ سے کہتے کہ فلاں مولانا [illegible] آیا ہوں انہوں نے یوں فرمایا ۔ یہ شان تھی کہ طلب علم میں نہ پوچھنے سے عار ہے نہ شرم محسوس ہوتی ہے ۔

رفع علم و اشاعت جہل | علامات قیامت میں سے ایک رفع علم اور ظہور و اشاعت جہل بھی ہے بظاہر اس کا سبب یہی ہے کہ علماء مرجائیں گے اور آئندہ نسلوں میں علماء پیدا نہ ہوں گے ۔ طالب العلم پڑھے گا اور علم پڑھائے گا نہیں اس لئے آنے والی نسل جاہل بن جائے گی ۔ رفع علم کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ علماء کے سینوں سے علم لے لیا جائے

جاہل بن جائیں۔ اگرچہ بظاہر کثرت سے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ اس صورت کو قدرت ہونے کے باوجود نہیں متحقق کرتے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ اگر تلوار سر پر لٹکی ہو اور ابھی گرنے والی ہو لیکن میں ایک مسئلہ سیکھ سکوں تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھوں گا۔ ہمارے حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ نے وفات کی رات بھر مطالعہ کو نہ چھوڑا۔ ڈاکٹروں نے بہت منع کیا مگر فرماتے یہ ایک مستقل مرض ہے اس کا کیا علاج کروں؟ تو حرص اگرچہ ممنوع ہے لیکن علم اور دین کے لئے اس کا ہونا پسندیدہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں اسباب و مسبّبات کا سلسلہ ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر تعلیم و تعلّم کے سب کو عالم بنا دے مگر یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے انّما العلم بالتعلّم۔ علم تعلیم ہی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ پہلی صورت کا تحقق عام ہے۔ اشاعت جہل اور علم کے اٹھ جانے کا نمونہ آج ہمارے سامنے ہے اساتذہ پڑھاتے نہیں طلبہ اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ دنیا کا میلان دوسرے طرف ہے اس لئے علم کی وقعت کہاں رہے گی تمہاری کوشش ہونی چاہیئے کہ قیامت کے آنے کے اسباب دفع کئے جائیں۔ نہ کہ اسے اپنی طرف کھینچا جائے۔ تقدیر کا معاملہ تو الگ چیز ہے مگر تقدیر کے باوجود اللہ نے اسباب پیدا کئے ہیں اور تقادیر اسباب سے معلّق ہیں۔ تو بظاہر علم موجب تاخیر ساعۃ اور جہل موجب جذب ساعۃ ہے۔ والعلم یشاعُ بالتعلیم والتبلیغ فی الخواص والعوام (بخاری)

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:۔

علماء کرام اللہ تعالیٰ کے عبید اور ملازم ہیں ان کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام اوروں تک پہنچانا ہے کوئی سنے یا نہ سنے مانے یا نہ مانے۔ کوئی اس کی عزت کرے یا نہ کرے ہمیں اجر اللہ سے مانگنی ہے عوام سے نہیں۔ عوام ہمیں محتاج نہیں ہیں کہ ہماری عزت کریں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے لئے تبلیغ کریں گے لوگوں کے لئے نہیں روٹی دیں یا نہ دیں گالی دیں یا ہمیں ماریں۔ دنیا کا معمولی عہدہ دار۔ تھانیدار وغیرہ اپنے حاکم کے احکام پہنچانے کے لئے کسی کی گالی گلوچ، ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ دنیاوی حکام کے ملازم ہیں اگر لوگ بکتے رہیں مگر انہیں اپنا کام کرنا ہوتا ہے۔ پھر علماء تو احکم الحاکمین کے نائب اور غلام ہیں۔ اُس نے تمہیں حکم دیا کہ میرے احکام پہنچاتے رہو اب لوگ آپ سے درخواست کریں یا نہ کریں۔ اگر مال و دولت نہیں تو کوئی پرواہ نہیں ساتھی نہیں تو کوئی فکر نہیں جس طرح تمام عالم کا نظام خدا کے ہاتھ میں ہے اسی طرح دین کا نظام بھی اُسی کے قبضہ میں ہے۔ اگر چاہے تو سب کے دلوں کو دین کی طرف پھیر دے مگر یہ اس کی حکمتوں کے خلاف ہے۔

رسول اللہؐ کی جو محبت و شفقت اپنی امت اور پھیر مص[illegible] دعوۃ کے ساتھ ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضور اقدسؐ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میری امت کی مثال ایسی ہے کہ اندھیری رات میں آگ کا ایک الاؤ جل رہا ہو۔ اور آگ کا ایک بہت بڑا گھڑا روشن ہوا اور دنیا کے کونہ کونہ سے پروانے آ آ کر اس آگ سے خود کو جلا کر راکھ کر رہے ہوں۔ چاروں طرف سے اس میں کود رہے ہوں اور چاروں طرف اندھیر ہی اندھیر ہے اس حال میں میں ایک ایک کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور پکار رہا ہوں کہ سامنے آگ ہے اس سے

بچو جتنا بھی کوشش کرتا ہوں مگر بعض بے پروا نے جل ہی جاتے ہیں۔ اتنی محبت تھی یہاں تک کہ بسا اوقات لوگوں کی اصلاح وہدایت کے غم سے کبھی سخت غمگین ہو جاتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلك باخعٌ نفسك علیٰ آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا دوسرے جگہ اس طرح تسلی دی لست علیھم بمصیطر انما انت نذیر۔

ایک موقع پر حضور اقدسؐ کو ارشاد فرمایا

سواءٌ علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ۰ — اگر انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ یہ ان کے حق میں برابر ہے اگر تم انہیں ڈراؤ بھی مگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

لیکن تم اپنا تبلیغ جاری رکھو سواءٌ علیھم فرمایا سواءٌ علیک نہیں کہ تیرے حق میں نصیحت کرنا نہ کرنا برابر ہے بلکہ فرمایا کہ ان کے حق میں تیرا ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے مگر تم بیان کرتے جاؤ وعظ کرتے رہو تاکہ ان کے لئے اتمام حجت ہوتا رہے آج اگرچہ ہر طرف مایوسی پھیلی ہوئی ہے کہ دین کے باتوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

حالات کی ناسازگاری | ایسا وقت ہے کہ تبلیغ کرنے کے اثرات نہ دیکھ کر ایک عالم اور مبلّغ کو مایوس ہونا پڑتا ہے کہ بظاہر بالکل پورے زور شور سے ترقی کر رہا ہے اور تبلیغ کا کوئی فائدہ محسوس نہیں ہوتا۔ ایسے حالت میں حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور ہمت کمزور ہو جاتی ہے۔ لیکن ہمارے سامنے حضور اقدسؐ کا نمونہ موجود ہے کہ خدا نے تمام دنیا کی ہدایت کا کام سپرد فرمایا وما ارسلناك الا كافةً للناس بشیرا ونذیرا اور ہم نے تجھے ساری بنی نوع انسانیت کے لئے بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ حضور اقدسؐ کے طرف سے ایک آواز نکلتی ہے تمام دنیا ہے مقابلہ میں باہر بھی خرابی ہی خرابی ہے اور اندر کی حالت بھی خراب ہے حالات ہر طرف سے ناساز ہیں۔ ادھر حضور اقدسؐ کی بے سروسامانی کا اندازہ بھی لگائیے کہ نہ دولت ہے نہ طاقت ہے۔ بچے پر اپنے باپ کا سایہ ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی موقعہ نہ دیا اور یتیم ہو گئے۔ کہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ ان کے والد دولت مند اور طاقت ور تھے۔ یا لوگوں کے ہمدرد تھے جس کی مدد سے حضور اقدسؐ نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ ظاہری اسباب کچھ بھی نہیں مگر اسلام کی تبلیغ شروع کی ایک ایک شخص کے گھر جا کر منت سماجت کی کہ پانی بھر دوں گا تم ہاتھ پاؤں دھو لو وضو کر لو۔ کپڑے دے دوں گا کہ پہن کر نماز پڑھ لو۔ تبلیغ و دعوت کے جتنے طریقے ممکن تھے سب آزمائے۔ خدمت کے طریقے، منت سماجت کے طریقے سب آزمائے۔ کفار بھی سمجھے کہ اس طرح حضور اقدسؐ کامیابی سے ہمارے لوگوں کو ایک ایک کر کے اپنا ساتھی بنا رہے ہیں۔ تو مقابلہ کے لئے اٹھے۔ کیونکہ اس طریقہ کی کامیابی ظاہر تھی کن کن طریقوں سے مکّے کے چودہ سالہ زندگی میں دعوت و تبلیغ کا کام کیا؟ لوگوں کی مخالفت، گالی گلوچ۔ توتو میں میں تک کر اپنا کام نہیں چھوڑا۔ اصلاح کرتے رہے ایک طرف پتھر برس رہے ہیں دوسرے طرف سے پھول کا وار بھی نہیں۔ ابوجہل تک کو بھی اس وقت بددعا کی جب کہ وہ

حضورؐ کے محبوب ترین عمل نماز میں خلل انداز ہوا۔ نماز حضورؐ کا طبعی تقاضا تھا اس میں آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اپنے رب کے ساتھ مناجات کے حالت میں جب اس نے شرارت کی تو اس کو بد دعا فرمائی۔ کہ جب بدن کا ایک پھوڑا اور ناسور علاج معالجہ سے بالکل ٹھیک نہ ہو سکے تو اس کو کاٹ دیتے ہیں تاکہ سارا بدن اس سے ضائع اور خراب نہ ہو جائے۔ ورنہ ابوجہل کے اس واقعہ کے علاوہ جتنی بھی مخالفت کی جاتی آپ دعا فرماتے کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم ناسمجھ ہے ان کو ہدایت دیدے۔

حضورؐ نے بلا اجر خدمت کی | اور اس تمام جدوجہد اور قربانیوں کا ذرہ بھر فائدہ اور اجر دنیا میں حاصل نہ کیا۔ نیت رضائے خداوندی اور للہ فی اللہ تھی۔ مخلص جاں نثار صحابہؓ کو بھی آپ نے یہی تعلیم دی کہ رضائے خدا مطلوب ہونی چاہئے اپنے اور اپنے خاندان کو ذرہ بھر نفع حاصل نہ کیا اپنے اولاد اور خاندان کو میراث سے بھی محروم کر دیا فرمایا

نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃً — ہم انبیاء کے جماعت میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے ساری امت پر۔

بوری کے ٹھاٹ پر رات کو آرام فرماتے۔ کمرہ کی یہ حالت تھی کہ حسن بصری بعد از بلوغ ایک دفعہ اس کمرہ میں داخل ہوا تو سر جھکا کر داخل ہوئے تاکہ چھت کے ساتھ سر نہ لگے۔ دو دو ماہ تک فاقے کرتے رہے۔ گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہیں سلگی۔ مرض وفات میں گیہوں کی خواہش ہوئی تلاش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکی یہاں تک کہ جب وصال فرمایا تو

مات النبی ودرعہ مرھونۃ عند یھودی — چند صاع جو کے عوض زرہ مبارک ایک یہودی کے ساتھ گروی تھی۔

یہ نہ کہ بیت المال میں کسی چیز کی کمی تھی سب کچھ موجود تھا لاکھوں روپے ایک ایک دن میں آتے ۴۰ ہزار بکریاں ۲۴ ہزار اوقیہ ۲۴ ہزار اونٹ ایک جنگ حنین میں آئے جس کے واحد متصرف آپ تھے لیکن اپنی زندگی جس طرح بسر فرمائی اس کا اجمالی ذکر آپ کے سامنے ہوا قناعت اور فقر کا یہ عالم۔

اختیاری فقر | خداوند قدوس نے آپؐ کے لئے پہاڑوں اور جبال کا سونا بننے کی پیش کش کی کہ اگر آپ چاہیں تو یہ پہاڑ آپ کے لئے سونا چاندی بن جائیں مگر آپ نے یہ چیز پسند نہ فرمائی غربت و فقر کو پسند فرمایا اپنے اولاد کے لئے دعا فرمائی کہ

اللھم اجعل رزق آل محمدٍ قوتاً

خود دعا فرماتے کہ اے اللہ میری زندگی اور موت مسکینی کی حالت میں گذرے اور مجھے آخرت میں بھی مساکین کے زمرہ میں اٹھا دے اور دعا فرماتے کہ اللہ مجھے ایک دن کھانا دے تاکہ تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور ایک دن بھوکا رکھ تاکہ تجھ سے سوال کر کے تجھے یاد کرتا رہوں۔ اور آپ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ اصلی سادات میں آج تک وہی توکل۔ للہیت۔ غربت اور سخاوت مال و دولت کی بے دنعتی پائی جاتی ہے ہمارے شیخ حضرت مولانا مدنی قدس سرہ العزیز کا سارا سرمایہ اُن کے

جیب اور بٹوے ہی میں رہتا تھا۔ سخاوت بے انتہا تھی ساری زندگی میں مکان تک نہ بنوایا تو سادات آمدنی کے باوجود فقیر رہتے ہیں۔ تو حضور اقدس ؐ کا منشا یہ تھا کہ اس ساری تبلیغ و جد و جہد کا کوئی دنیاوی ثمرہ اپنے اور اپنے اولاد کے لئے حاصل نہ کروں۔

تحمل و بردباری اور پھر اس تمام تبلیغ کے دوران جس تحمل و بردباری کا ثبوت دیا اس کی نظیر بھی دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اور رحم دلی اور حلم اور شان رحمت کے بنا پر کسی کو حتی الوسع اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا اس لئے کہ نبی کا مقتول یا نبی کا قاتل عذاب خداوندی کا مستحق ہوتا ہے۔ جہاد کے سارے مواقع بلکہ ساری زندگی میں صرف ایک کافر ابی بن خلف کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا جو بہت شریر اور سخت دشمن تھا۔ اور حضور اقدس ؐ کے قتل کرنے کا نذر اور حلف کر چکا تھا۔ حضور ؐ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اُبی کو آنے دیجئے کہ نذر پورا کر دے کب تک بھوکا پیاسا رہے گا۔ اُبی اپنے بُرے نیت پر آیا تو حضور ؐ نے معمولی سا زخم اپنے نیزے کی اَنی سے اس کے گردن کے ساتھ لگایا جس سے وہ چیخنے اور چلانے لگا۔ اور اشد الناس عذاباً کا مستحق ہو کر مر گیا۔ پھر حضور ؐ کے شجاعت کا یہ عالم کہ جہاد میں سارے لشکر سے آگے آگے اور بقول حضرت علی ؓ اشجع الناس آپ ؐ ہی تھے۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد و نیت خالصتہً ہدایت خلق اور رضائے خداوندی تھا اور ان واقعات سے حضور ؐ کی حُسنِ نیت واضح ہوتی ہے۔

حسن نیت کا ثمرہ حضور اقدس ؐ کی عمل اور قربانی نے مقبولیت اور بار آوری حاصل کی اور یہ حضور ؐ کے عمل کے برکات و فوائد ہیں کہ سارے عالمین اس سے مستفید ہوئے وہ عمل دن بدن بار آور ہو رہا ہے۔ اسّی کروڑ سے زیادہ مسلمان دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں آج ہم چودہ سو سال بعد بھی الحمدللہ پاکستان میں اسلام کا نام لے رہے ہیں ننانوے فی صدی اسلام حضور اقدس ؐ کے نام لیوا ہیں۔ یہ چند ٹوڈی لوگ جو انگریزیت کے وجہ سے نئے نئے اسلاف کے خلاف لگا رہے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں انگریزوں نے یہاں دو سو سال حکومت کر کے ایک تحریک چلائی مگر ان کے جانے کے ساتھ ہی وہ تحریک بھی زوال پذیر ہو رہا ہے۔ تو گویا ہر تحریک کا یہی انجام رہا۔ سوائے حضور اقدس ؐ کے مساعی جمیلہ کے کہ دن بدن اس تبیم ابی طالب کی آواز پھیلتی جا رہی ہے جس نے آ کر بد عملی اور بد اخلاقی کی دنیا بدل ڈالی۔ ہر عمل کی مدار نیت پر ہے۔ اور جس ذات کے نیّات اور عزائم کا یہ عالم ہو جو بیان ہوا اس میں کذب و افترا اور خود غرضی کا شائبہ تک بھی نہیں آسکتا۔ پیغمبری کا مدار بھی نیت پر ہے اور بقدر نیت داد اور فیضان ہوتا ہے۔ اب آپ کا حسن نیّت خاتم النیّات ہے اس لئے نبوت بھی خاتم النبوۃ ہے۔ اور جو فیضان ہو وہ بھی خاتم الوحی اور افضل الوحی کے شکل میں موجود ہے۔ حسن نیت ایک ایسی دولت ہے کہ ایک غریب اور بے سر و سامان مولوی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دار العلوم دیوبند کی بنیاد غربت میں رکھی اور اس کے عمل نے وہ مقبولیت حاصل کر لی کہ ہندوستان بھر میں اس کا فیض پھیل گیا۔ دوسرے نواب حیدر آباد نے اس کے مقابلہ میں لاکھوں روپے کے سر و سامان سے جامعہ عثمانیہ

باقی ص ۲۲ پہ

اشتہار

ڈسٹرکٹ ملیریا کنٹرول پروگرام پشاور زون

درج ذیل آسامیوں کو پر کرنے کی غرض سے موزوں امیدوار مطلوب ہیں۔
انٹرویو اور انتخاب کے لیے مورخہ ۸-۲-۲۰۰۵ کو دفتر ڈسٹرکٹ ملیریا کنٹرول آفس زونل ہیڈکوارٹرز ظہیر آباد نزد شاہی باغ خواہش مند حضرات بمعہ تعلیمی اسناد اور ڈومیسائل سرٹیفکیٹ حاضر ہو جائیں

نمبر شمار	نام اسامی وسکونت	تعداد	تنخواہ کا سکیل	تعلیمی قابلیت	عمر	تجربہ
۱	مائیکروسکوپسٹ سکونت ضلع پشاور	۵	سکیل نمبر ۵ ۳۵۰/ - ۱۰ - ۲۹۰ ۴۷۰ - ۱۲	میٹرک سیکنڈ ڈویژن بمع سائنس یا انٹرمیڈیٹ	۱۸ تا ۲۵ سال	منتخب امیدوار کو محکمہ ہذا کا خاص کورس پاس کرنا پڑیگا۔
۲	ملیریا سپروائزر سکونت مہمند ایجنسی	۱	سکیل نمبر ۵ ۳۵۰/ - ۱۰ - ۲۹۰ ۴۷۰ - ۱۲	میٹرک سیکنڈ ڈویژن بمع سائنس اور ڈرائنگ	۱۸ تا ۲۵ سال	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۳	ڈرائیور ضلع پشاور	۱	سکیل نمبر ۳ ۳۴۶/ - ۷ - ۲۷۰ ۳۹۰ - ۸	لکھنا پڑھنا جانتا ہیوی ڈرائیونگ لائسنس رکھتا ہو۔	۱۸ تا ۲۵ سال	ہیوی وہیکل ڈرائیونگ میں پانچ سالہ تجربہ

ڈسٹرکٹ ملیریا کنٹرول آفیسر
ایم سی پی پشاور زون

INF (A) 231